Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

ST

شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

28 اپریل 2025 ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10 روپے

وقف کی شرعی حیثیت اور وقف ترمیمی قانون کے نقصانات

اسلام میں جیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، اسی طرح انسانوں کی مدد کی بھی بڑی اہمیت ہے؛ اسی لئے نماز، روزہ کے ساتھ ساتھ زکوۃ وصدقہ فطر کے احکام بھی دیئے گئے ہیں، اگر انسان سے کوئی کوتاہی ہوجائے تو اس کی تلافی کے لئے مالی کفارہ یعنی فقراء ومساکین کو کھانا کھلانے اور کپڑے پہنانے کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے، مثلاً اگر کسی نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا ہو تو اس کے بدلہ اسے ساٹھ روزے رکھنا ہوگا، یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا ہوگا، گویا روزہ جیسی عبادت اور مسکین کو کھانا کھلانا دونوں کا اجر برابر ہے، صدقہ وانفاق کی ایک صورت تو یہ ہے کہ وقتی طور پر کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کردی جائے، جیسے کسی بھوکے کو کھانا کھلادیا، کسی کو کپڑے کی ضرورت تھی، اس کا کپڑا بنادیا، کسی مریض کا علاج کرادیا، دوسری صورت یہ ہے کہ ایسا کار خیر کیا جائے کہ جس کا نفع بہت سے لوگوں کو پہنچے، اور بہت دنوں تک پہنچتا رہے، اگر چہ یہ دونوں ہی صورتیں اجر وثواب کی ہیں؛ لیکن دوسری صورت میں زیادہ اجر ہے؛ اس لئے کہ جس چیز کا نفع جتنے لوگوں کو پہنچے گا اور جتنی دیر تک پہنچتا رہے گا، اسی قدر زیادہ اس کا اجر ثواب بھی ہوگا۔

چنانچہ رسول اللہ انے ارشاد فرمایا: جب انسان کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس سے عمل کا رشتہ کٹ جاتا ہے، سوائے تین صورتوں کے: صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے بعد کے لوگ نفع حاصل کرسکیں، صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کا اہتمام کرتی ہو: ’’علم نافع سے مراد کسی صاحب علم کی کتابیں اور اس کے تلامذہ ہیں، جن سے طویل مدت تک لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے، صالح اولاد کی مراد ظاہر ہے، ایسے بچے جن کی دینی تعلیم وتربیت کی گئی ہو اور اس تربیت کی وجہ سے وہ اپنے والدین کے لئے دعاوں کا اہتمام کرے، اور صدقہ جاریہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا کام انسان کر جائے جس کا نفع اس کے بعد بھی جاری رہے، جیسے کنواں کھدائے، بورویل کرائے، مسجد اور تعلیمی ادارہ کی تعمیر میں حصہ لے، دینی کتاب شائع کرادے، مسافروں اور یتیموں کے لئے کوئی کار خیر کردے، اس طرح کے جو بھی خیر کے کام ہیں۔ وہ سب صدقہ جاریہ میں شامل ہیں۔

ایسے ہی صدقہ جاریہ کی ایک شکل ’’وقف‘‘ کہلاتی ہے، وقف کے اصل معنی ’روکنے‘ کے ہیں، وقف میں اصل شئے کو روک کر اس سے حاصل ہونے والا نفع وقف کرنے والے کے منشا کے مطابق مستحقین پر خرچ کیا جاتا ہے۔ چوں کہ اس میں اصل شئے بچی رہتی ہے اور اس کو روکے رکھا جاتا ہے: اس لئے اس کو ’وقف‘ کہتے ہیں، وقف اور عام صدقات کے درمیان بنیادی فرق یہی ہے، کہ عام صدقات میں غرباء وضرورت مندوں کو اصل شء کا بھی مالک بنادیا جاتا ہے اور کسی اور مستحق کے لئے اس سے استفادہ کی گنجائش نہیں رہتی، اور وقف میں ایسا نہیں ہوتا --- بہر حال اس سے وقف کی اہمیت اور اس کا اجر وثواب معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ وقف پر نہ وقف کرنے والے کی ملکیت باقی رہتی ہے، نہ اس پر متولی کی ملکیت ہوتی ہے اور نہ ان لوگوں کی جن کو اس سے نفع اٹھانے کا حق دیا گیا ہے؛ بلکہ وقف کے بارے میں شریعت اسلامی کا تصور یہ ہے کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہوتی ہے: ’’ہو حبسہا علی حکم ملک اللہ تعالیٰ‘‘ (درمختار مع الرد، کتاب الوقف) چوں کہ اسلام میں صرف عبادت ہی کارِ ثواب نہیں ہے؛ بلکہ انسانی خدمت بھی باعث اجر وثواب ہے؛ اس لئے وقف کا دائرہ بہت وسیع ہے، جیسے فقراء کو نفع پہنچانے والی چیزوں کا وقف درست ہے، اسی طرح ایسا وقف بھی درست ہے جس سے فقراء اور مال دار دونوں فائدہ اٹھاسکیں، یہاں تک کہ خود اپنی اولاد پر وقف کرنا بھی درست ہے، (دیکھئے: درمختار، فصل فیما یتعلق بوقف الاولاد) چنانچہ مدارس، مساجد، یتیم خانے، غرباء کی امداد کے لئے قائم کئے ہوئے ادارے، دینی یا عصری تعلیم کے خیراتی ادارے، مریضوں کے علاج، بیواوں کی کفالت اور اس طرح کے مقاصد کے لئے قائم ہونے والے ادارے، جن کا مقصد تجارت کرنا اور کسی خاص فرد کے لئے مادی نفع حاصل کرنا نہ ہو، وہ سب کے سب اوقاف میں داخل ہیں۔

یوں تو مذہبی اور خیراتی کاموں کے لئے عطایا دینے کا تصور بہت قدیم ہے، اسلام سے پہلے عربوں کے یہاں کعبۃ اللہ کے لئے نذرانے پیش کرنے کا ذکر ملتا ہے، جسے کعبہ کے اندر دفینہ کی شکل میں محفوظ کردیا جاتا تھا، بائبل میں بھی خدا کے نام پر چیزوں کے نذر کرنے کا ذکر ہے، حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے پیدا ہونے والے بچہ کو خدا کی نذر کرنے کا عہد کیا تھا؛ اسی لئے حضرت مریم علیہا السلام بیت المقدس کی خدمت کے لئے اپنے خالو حضرت زکریاں کے حوالہ کردی گئیں (آل عمران: ۳۵-۳۷) لیکن اسلام نے مختلف خیراتی مقاصد کے لئے وقف کا جو وسیع تصور پیش کیا ہے، وہ اس سے پہلے نہیں ملتا، --- کہا جاتا ہے کہ امت محمدیہ میں پہلا وقف حضرت عمرص نے کیا ہے؛ لیکن یہ وقف کی خاص نوعیت اور تفصیلی احکام کے اعتبار سے ہے، ورنہ وقف تو سب سے پہلے خود رسول اللہ انے کیا ہے، آپ انے بہ نفس نفیس مدینہ کے دو یتیم بچوں --- حضرت سہل اور حضرت سہیل --- کا باغ خریدا، جس میں مسجد نبوی بنائی گئی اور اس سے متصل تعلیمی ضرورت کے لئے چبوترہ بنایا گیا، جسے عربی میں ’’صفہ‘‘ کہتے ہیں، یہ اسلامی تاریخ کا پہلا دار العلوم تھا، مسجد اور یہ درسگاہ دونوں آپ اکی وقف کی ہوئی زمین میں قائم ہوئے، اسی طرح حضرت عثمان غنی ص نے میٹھے پانی کا کنواں ’’بئر رومہ‘‘ خریدا اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف فرمادیا، (صحیح البخاری فی ترجمۃ الباب، کتاب المساقاۃ، باب فی الشرب، وکتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب عثمان بن عفان ص)، حضرت جابر ص نے اپنا ایک باغ اللہ کے راستہ میں وقف فرمادیا، جس کا ذکر متعدد حدیثوں میں موجود ہے، غرض کہ مختلف اوقاف ہیں، جو ’وقف فاروقی‘ سے پہلے کے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو وقف کی طرف اشارہ خود قرآن مجید میں بھی موجود ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار ’’انفاق‘‘ یعنی اچھے کام میں مال خرچ کرنے اور صدقہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے، حدیث میں صراحۃً آپ اکی ترغیبات موجود ہیں؛ کیوں کہ یہ صدقہ ؟ جاریہ کی سب سے اعلی صورت ہے، صحابہ ث نے بہ کثرت اس کارِ خیر میں حصہ لیا ہے اور بعض اہل علم کی رائے ہے کہ اس پر ان کا اجماع واتفاق ہے؛ (المغنی) اس لئے فقہاء اسلام کی رائے ہے کہ یہ مستحب کے درجہ کی عبادت ہے۔

وقف کی اسی اہمیت کی وجہ سے مسلمان ہمیشہ سے مختلف کار خیر کے لئے وقف کرتے رہے ہیں، اور اس سلسلہ میں امت مسلمہ کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، مسلمانوں نے نہ صرف مسجدوں، عیدگاہوں، قبرستانوں اور درگاہوں پر وقف کئے ہیں اور یتیم خانے اور مسافر خانے بنائے ہیں؛ بلکہ بیماروں، معذوروں، تیمار داروں یہاں تک کہ جانوروں اور پرندوں کے چارے کے لئے بھی وقف کیا ہے، جس سے خدمت خلق کا غیر معمولی جذبہ ظاہر ہوتا ہے؛ اسی لئے مسلمان جہاں کہیں آباد ہوئے، وہاں آج بھی اوقاف کی بے شمار زمینیں اور جائدادیں موجود ہیں، ہندوستان میں وقف کی اتنی املاک ہیں کہ اگر ان کا صحیح استعمال ہو اور اس کے فوائد مسلمانوں کو دیئے جائیں تو مسلمانوں کے تمام تعلیمی اور معاشی مسائل حل ہوجائیں اور اس وقت مسلمان جس زبوں حالی اور پسماندگی سے دوچار ہیں اور حکومت کے سامنے ان کو کاسہ گدائی پھیلانا پڑتا ہے، اس کی نوبت نہ آئے، مگر افسوس کہ مسلمانوں کے پچاس فیصد کے قریب اوقاف وہ ہیں جن پر حکومت اور برادران وطن کا قبضہ ہے اور جو جائیدادیں خود مسلمانوں کے ہاتھ میں ہیں، ان میں سے بیشتر جائدادیں بھی ناجائز قبضہ سے دوچار ہیں، بہت سے قبرستان زمین کا کاروبار کرنے والے مسلمانوں نے بیچ دیئے ہیں، مسجدوں کی اراضی پر تو ناجائز قبضہ کیا ہی جاتا ہے، اللہ سے بے خوفی کی حد یہ ہے کہ بعض پرانی مسجدوں کو بھی بیچ کھانے میں تکلف نہیں، اخبارات میں ایسے واقعات چھپتے رہتے ہیں۔

اس وقت کا ہمارے سامنے ایک بہت اہم مسئلہ اوقاف کی حفاظت کا ہے، وقف قانون 2025 کے نفاذ کے بعد وقف جائیدادوں کی حفاظت مشکل ہوجائے گی، پرانی وقف جائدادوں کو بھی خطرہ ہوگا اور نئے اوقاف قائم کرنے میں بھی دشواریاں پیش آئیں گی۔

نئے وقف قانون کی جو بڑی بڑی خامیاں ہیں وہ یہاں لکھی جارہی ہیں:

(ا) پہلے تو وقف بائی یوزر کو ختم کردیا گیا تھا، پھر جب BJP اتحادی پارٹیوں نے مسلمانوں کے دباؤ میں اس کو ختم کرنے کی بات کہی تو اب نئے قانون میں یہ تبدیلی کر ان کی بات رکھ لی کہ: مستقبل میں اس کا اطلاق ہوگا، پہلے سے جو وقف جائیداد موجود ہے ان میں وقف بائی یوزر کو تسلیم کیا جائے گا۔

وقف بائی یوزر کا مطلب یہ ہے کہ اگر لمبے عرصے سے کوئی جائیداد مسجد، درگاہ، قبرستان کے طور پر استعمال میں ہے اور مذہبی وخیراتی مقاصد کے لئے ہے تو اس کو وقف جائیداد تسلیم کیا جائے گا، اسے وقف بائی یوزر کہتے ہیں۔ عجیب بات یہ کہ 2025ء سے پہلے وقف بائی یوزر کو وقف جائیداد تسلیم کرنے کیبا وجود ایک شوشہ یہ ڈال دیا گیا کہ اگر 2025ء سے قبل کے کسی وقف بائی یوزر میں کوئی تنازع ہو یا وہ سرکاری زمین ہو تو صرف استعمال سے ان کو وقف نہیں مانا جائے گا۔ بلکہ کاغذات دکھانے ہوں گے، ظاہر ہے کہ بہت سی پرانی وقف جائیدادیں ایسی ہیں جن کے کاغذات موجود نہیں ہیں ان سب جائیدادوں کے لئے خطرہ پیدا ہوجائے گا۔

(یہ ایک طرح سے ماضی کے اوقاف کو بھی ہڑپنے کی کوشش ہے، آئے دن فرقہ پرست اور انتہا پسند افراد مسجد، درگاہ، عیدگاہ وغیرہ پر بلا دلیل ہندو مذہبی مقام ہونے کا دعویٰ کررہے ہیں، بابری مسجد، گیان واپی زندہ مثال ہے اور ان کے علاوہ وشو ہندو پریشد نے ساڑھے تین ہزار سے زائد مساجد پر دعویداری کی فہرست تیار کررکھی ہے، درگاہوں پر بھگوا جھنڈے لہرانا اور قبرستانوں پر یلغار کرنا بھی معمول کا حصہ بنتا جارہا ہے اور قبرستان کو مسمار کیا جارہا ہے۔) **جاری ہے۔**

Lulus The Pearls Shoppee...
Spl. in: Pearls Jewellery
Stone Necklace,
Rani Haar, Pearls,
Lac Bangles,
Stone Bangles,
Pearls Bangles Etc.
We Accept All Credit Cards
#:Shop No.9, Shujaiya Bazar,
Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-24515253 / 8019659606

وہ اعمال جن کا ثواب حج وعمرہ کے برابر ہوتا ہے

اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں جنہیں بیت اللہ کا سفر کرنے کی توفیق مل جاتی ہے وہ تو بڑے خوش نصیب لوگ ہیں، تاہم بعض ایسے بھی بندے جورات ودن زیارت حرمین کی تمنا کرتے ہیں، روتے ہیں، رب سے دعائیں کرتے ہیں، تھوڑے بہت پیسے بھی جمع کرتے ہیں اور دیگر اسباب اپنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں مگر اللہ کی مرضی کے سامنے کسی کی مرضی نہیں چلتی جسے اللہ کے گھر سے بلاوا آتا ہے بس وہی اس کے گھر کا دیدار کرسکتا ہے، پیسہ ہوتے ہوئے بھی رب کی مرضی کے سامنیآدمی بے بس ولاچار ہے۔ بہت سے لوگوں کو غربت وافلاس کی بنا پر حج بیت اللہ اور زیارت مسجد نبوی نصیب نہیں ہو پاتی۔

بسااوقات فقراء ومساکین احساس کہتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں آج دولت دی ہوتی تو فلاں فلاں کی طرح ہم بھی حج کرتے، ہمیں بھی لوگ حاجی کہتے اور ہمارا بھی نام ہوتا۔ ایسے بندوں کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ حج شہرت ونامودی کا ذریعہ نہیں ہے، اگر مالدار بھی شہرت کی خاطر حج کرے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ غریب ہوتا اور اسے حج کرنے کا موقع نہیں ملتا کیونکہ عبادت میں شہرت ونامودی اعمال کی بربادی کا ذریعہ ہے اور جہنم میں لے جانے کا سبب بھی ہے۔ ہاں جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے حج مبرور کرتے ہیں ایسے لوگ اللہ کے محبوب بندے ہیں،۔

اسی طرح جو غریب ومسکین لوگ اللہ کی رضا کے لئے حج کرنا چاہتے ہیں مگر غربت وافلاس کے سبب ان کی یہ آرزو پوری نہیں ہوتی ایسے بندوں کو بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونی چاہیئے، اللہ نے اپنے بندوں کو مایوسی سے منع کیا ہے۔ اس احکم الحاکمین نے کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی، حج کے معاملہ میں بھی اس نے سب کے ساتھ انصاف کیا۔ اگر کسی کو اللہ نے مالدار بنایا ہے تو کل قیامت میں اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے مال کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور یہ بڑا کٹھن سوال ہوگا۔ جسے اللہ نے زیادہ مال نہیں دیا اس کے لئے آخرت میں آسانی ہی آسانی ہے کیونکہ مال کی آزمائش بہت سخت ہے۔ مالداری اور غریبی دونوں میں رب کی حکمت پوشیدہ ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے حج وعمرہ میں سب کے ساتھ کیسے انصاف کیا چنانچہ اس نے اپنے محبوب پیغمبر محمد ﷺ کے ذریعہ ہمیں ایسے اعمال کی خبر دی جو کرنے کے اعتبار سے معمولی ہیں مگر اجر وثواب کے اعتبار سے میزان میں حج وعمرہ کے برابر ہیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں نیچے بعض وہ اعمال ذکر کئے جاتے ہیں جن کی انجام دہی سے غریب وامیر سب کو حج وعمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(1) فجر کی نماز کے بعد سے طلوع شمس تک مسجد ہی میں ٹھہرنا اور پھر دو رکعت نماز پڑھنا: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ترجمہ: جس نے جماعت سے فجر کی نماز پڑھی پھر اللہ کے ذکر میں مشغول رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا پھر دو رکعت نماز پڑھی، تو اس کے لئے مکمل حج اور عمرے کے برابر ثواب ہے۔ یہی حدیث الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ اس طرح بھی وارد ہے۔ ترجمہ: جس نے جماعت سے فجر کی نماز پڑھی اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس نے چاشت کی نماز پڑھ لی تو اس کے لئے حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے کے برابر ثواب ہے یعنی مکمل حج اور مکمل عمرے کا ثواب۔

(2) جماعت سے نماز پڑھنے جانا اور نفل پڑھنیجانا: ابوامامہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ترجمہ: جو آدمی جماعت سے فرض نماز پڑھنے نکلتا ہے تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے اور جو نفلی نماز کے لئے نکلتا ہے، ابوداؤد کی روایت میں ہے چاشت کی نماز کے لئے نکلتا ہے تو اسے مکمل عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(3) جماعت کے ساتھ عشاء کی اور ظہر کی نماز پڑھنا: ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے دریافت کیا: یارسول اللہ ترجمہ: اے اللہ کے رسول مال ودولت والے تو سارا ثواب لے گئے، وہ بھی ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں، اور ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی اپنے زائد مال سے صدقہ دیتے ہیں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمہارے لئے بھی جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے میں حج کا ثواب اور فجر کی نماز پڑھنے میں عمرے کا ثواب رکھا ہے۔

(4) مسجدوں کے علمی مجالس میں شریک ہونا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ترجمہ: جو مسجد کی طرف علم حاصل کرنے یا علم سکھلانیکے لئے نکلتا ہے تو اسے مکمل حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(5) نماز کے بعد ذکرواذکار کرنا: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ترجمہ: کچھ مسکین لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بولے کہ مال والے تو بلند مقام اور جنت لے گئے۔ وہ ہماری ہی طرح نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور ان کے لئے مال کی وجہ سے فضیلت ہے، مال سے حج کرتے ہیں، اور عمرہ کرتے ہیں، اور جہاد کرتے ہیں، اور صدقہ دیتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کی وجہ سے تم پہلے والوں کے درجہ پاسکو اور کوئی تمہیں تمہارے بعد نہ پاسکے اور تم اپنے بیچ سب سے اچھے بن جاؤ سوائے ان کے جو ایسا عمل کرے۔ وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد تم تینتیس بار (33) سبحان اللہ تینتیس بار (33) الحمدللہ اور تینتیس بار (33) اللہ اکبر کہو۔

(6) رمضان میں عمرہ کرنا: رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یعنی حج کی طرح ثواب ملتا ہے۔ نبی ? نے ایک انصاریہ عورت سے فرمایا ترجمہ: جب رمضان آئے تو تم عمرہ کرلینا کیونکہ اس (رمضان) میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ دوسری صحیح روایات میں ذکر میں ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا نبی ? کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ صحیح ابن خزیمہ اور ابوداؤد وغیرہ میں مروی ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرانے کی مانگ کرتی ہے اس حدیث میں آگے ذکر ہے: ترجمہ: اس مرد نے نبی ? سیکہا کہ اس عورت (میری بیوی) نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں کہ کون سا عمل آپ کے ساتھ حج کے برابر ہوسکتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے (میری طرف سے) السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہنا اور اسے بتانا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

(7) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ترجمہ: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں مگر اس کی طاقت نہیں۔ تو آپ نے پوچھا کہ تمہارے والدین میں سے کوئی باحیات ہیں؟ تو اس نے کہا کہ ہاں میری ماں تو آپ نے بتایا کہ کاؤان کی خدمت کرو، تم حاجی، معتمر اور مجاہد کہلاؤ گے۔ ☆ بوصیری نے کہا کہ ابویعلی اور طبرانی نے اسے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (اتحاف الخیرہ: 5/474) عراقی نے تخریج الاحیاء میں حسن اور منذری نے الترغیب والترہیب میں جید کہا ہے۔

(8) مسجد قبا میں نماز پڑھنا: جو شخص مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کرے، اس کے لئے مسنون ہے کہ وہ مسجد قبا کی بھی زیارت کرے اور اس میں بھی دو رکعت نماز پڑھے کیونکہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتے قبا کی زیارت کیا کرتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتیتھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گھر وضو کرے اور خوب اچھے طریقے سے وضو کرے اور پھر مسجد قبا میں آکر نماز پڑھے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ترجمہ: جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجدِ قبا آئے اور اس میں نماز ادا کرے، تو اس کو عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔ مختصر الفاظ کے ساتھ روایت اس طرح بھی آئی ہے۔ ترجمہ: مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ دوسرے ممالک سیصرف مسجد قبا کے لئے زیارت کرکے آنے کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو مدینہ طیبہ میں رہتے ہوں یا سعودی عرب یا سعودی عرب سے باہر سے آنے والے مسجد نبوی کی زیارت پہ آئے ہوں۔

(9) حاجی کا سامان سفر تیار کرنا یا ان کے گھر والوں کی خبر گیری کرنا: نبی ﷺ کا فرمان ہے: ترجمہ: جس نے مجاہد کا سامان سفر تیار کیا یا حاجی کا سامان سفر تیار کیا یا ان کے گھر والوں کی خبر گیری کی یا کسی روزے دار کو افطار کیا تو اس کے لئے ان ہی کے برابر اجر ہے اور ان کے یعنی غازی یا حاجی یا روزہ دار کے اجر میں ذرہ برابر کمی نہیں کی جائے گی۔ حج وعمرہ کے برابر ثواب سے متعلق ضعیف وموضوع روایات قارئین کرام! یہ بات جان لیں کہ میں نے اوپر جو احادیث بیان کی ہے وہ ساری صحیح ہیں، ان پر عمل کرسکتے ہیں اور اللہ تعالی سے حج وعمرہ کے برابر اجر وثواب کی امید کرسکتے ہیں، نیز یہ بات بھی جان لیں کہ حج وعمرہ کے برابر ثواب سے متعلق بہت ساری دیگر روایات بھی آئی ہیں جو یا تو ضعیف ہیں یا موضوع جنہیں میں طوالت کے خوف سے یہاں ذکر نہیں کررہا ہوں تاہم چند احادیث کی طرف اشارے کئے دیتا ہوں۔ مثلا جمعہ والی مسجد میں فرض پڑھنا حج مبرور اور نفل پڑھنا حج مقبول ہے، مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا حج کے برابر ہے، ماں کی قبر کی زیارت کرنا عمرہ کے برابر ہے، رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف دو حج اور دو عمروں کے برابر ہے، جس نے مسجد کو صاف کیا اسے چار سو حج کا ثواب ہے، جو صبح وشام سو مرتبہ تسبیح بیان کرے اسے سو حج کا ثواب ہے، جو اپنے بھائی کی مدد کرے اس کے لئے حج وعمرہ کا ثواب ہے،۔

جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے آدم علیہ السلام کے ساتھ پچاس دفعہ حج کیا، عرفہ کے دن جمعہ ہونا ستر حج سے افضل ہے، پیدل والوں کے لئے ستر حج اور سوار کے لئے تیس حج کا ثواب ہے، اللہ کی راہ میں ایک لمحہ پچاس یا ستر حج سے افضل ہے، اہل بیت کی قبروں کی زیارت کا ثواب ستر حج کے برابر ہے، والدین کے چہرے کی طرف نظر رحمت سے دیکھنا حج مقبول ومبرور کے برابر ہے، سورہ حج کی تلاوت حاجیوں کی تعداد کے برابر ثواب ہے، مغرب کے بعد چار رکعت نماز ادا کرنا حج کے برابر ہے، جو حج کے راستے میں مرگیا اسے ہر سال حج کا ثواب ملتا ہے، جس نے سورہ یسین پڑھی اسے بیس حج کا ثواب ہے، جس نے مغرب کی نماز جماعت سے پڑھی اسے حج مبرور اور عمرہ مقبول کا ثواب ہے۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں بعض ضعیف اور بعض موضوع ہیں۔ اے اللہ! جنہیں تو نے حج وعمرہ کی سعادت سے نوازا ان کی عبادتوں کو قبول فرما اور جنہیں حج وعمرہ کی سعادت نصیب نہیں ہوئی انہیں اس کے برابر اجر وثواب سے نواز دے۔ آمین۔

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی ودینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات
☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری ووعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ
☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے
☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیرالانام ﷺ۔

بروز ہفتہ
☆ دینی تربیتی کیمپ
بعد مغرب تا اتوار کی عشاء
ذکرواذکار، وظائف و درود، فقہی وبنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت
(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار
☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر
☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر ودرس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل
☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)
☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی
حضرت العلامہ مولانا
سید شاہ عبیداللہ قادری
آصف پاشاہ صاحب قبلہ
سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:
انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش
040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب
☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ
☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اورادووظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

سورۃ الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔o3. (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔o7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے o.9 انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

مخلص مسلمان

سورہ مجادلہ میں آیت 14 سے اُخر تک مسلم معاشرہ کے لوگوں کو جن میں مخلص مسلمان اور منافقین اور تذبذبین سب ملے جلے تھے بالکل صاف صاف طریقے سے بتایا گیا ہے کہ دین میں آدمی کے مخلص ہونے کا معیار کیا ہے۔ ایک قسم کے مسلمان وہ ہیں جو اسلام کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں، اپنے مفاد کی خاطر اس دین سے غداری کرنے میں کوئی تامّل نہیں کرتے جس پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام کے خلاف طرح طرح کے شبہات اور وسوسے پھیلا کر اللہ کے بندوں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں مگر چونکہ وہ مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہیں،۔

اس لئے ان کا جھوٹا اقرار ایمان ان کیلئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں جو اللہ کے دین کے معاملہ میں کسی اور لحاظ تو درکنار، خود اپنے باپ، بھائی، اولاد اور خاندان تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کا حال یہ ہے کہ جو خدا اور رسول اور اس کے دین کا دشمن ہے اس کیلئے ان کے دل میں کوئی محبت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اُیات میں صاف فرما دیا ہے کہ پہلی قسم کے لوگ چاہے کتنی ہی قسمیں کھا کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلائیں، درحقیقت وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں اور اللہ کی پارٹی میں شامل ہونے کا شرف صرف دوسری قسم کے مسلمانوں کو حاصل ہے۔ وہی سچے مومن ہیں۔ انہی سے اللہ راضی ہے۔ فلاح وہی پانے والے ہیں۔ سورہ مجادلہ کی آخری اُیت کی تشریح میں مفسرین کرام بیان کرتے ہیں: ’’اس آیت میں دو باتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ ایک بات اصولی ہے اور دوسری امر واقعی کا بیان۔ اصولی بات یہ فرمائی گئی ہے کہ دین حق پر ایمان اور اعدائے دین کی محبت، دو بالکل متضاد چیزیں ہیں جن کا ایک جگہ اجتماع کسی طرح قابل تصور نہیں ہے۔

یہ بات قطعی ناممکن ہے کہ ایمان اور دشمنانِ خدا ورسول کی محبت ایک دل میں جمع ہو جائیں، بالکل اسی طرح جیسے ایک آدمی کے دل میں اپنی ذات کی محبت اور اپنے دشمن کی محبت بیک وقت جمع نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ ایمان کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس نے ایسے لوگوں سے محبت کا رشتہ بھی جوڑ رکھا ہے جو اسلام کے مخالف ہیں تو یہ غلط فہمی تمہیں ہرگز لاحق نہ ہونی چاہئے کہ شاید وہ اپنی اس روش کے باوجود ایمان کے دعوے میں سچا ہو۔ اسی طرح جن لوگوں نے اسلام اور مخالفین اسلام سے بیک وقت رشتہ جوڑ رکھا ہے وہ خود بھی اپنی پوزیشن پر اچھی طرح غور کر لیں کہ وہ فی الواقع کیا ہیں، مومن ہیں یا منافق؟ اور فی الواقع کیا ہونا چاہتے ہیں، مومن بن کر رہنا چاہتے ہیں یا منافق؟ اگر ان کے اندر کچھ بھی راست بازی موجود ہے اور وہ کچھ بھی یہ احساس اپنے اندر رکھتے ہیں کہ اخلاقی حیثیت سے منافقت انسان کیلئے ذلیل ترین رویہ ہے تو انھیں بیک وقت دو کشتیوں میں سوار ہونے کی کوشش چھوڑ دینی چاہئے۔ ایمان تو ان سے دوٹوک فیصلہ چاہتا ہے۔ مومن رہنا چاہتے ہیں تو ہر اس رشتے اور تعلق کو قربان کر دیں جو اسلام کے ساتھ ان کے تعلق سے متصادم ہوتا ہو۔ اسلام کے رشتے سے کسی اور رشتے کو عزیز تر رکھتے ہیں تو بہتر ہے کہ ایمان کا جھوٹا دعویٰ چھوڑ دیں۔

یہ تو ہے اصولی بات؛ مگر اللہ تعالیٰ نے یہاں صرف اصول بیان کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا ہے بلکہ اس امر واقعی کو بھی مدعیانِ ایمان کے سامنے نمونے کے طور پر پیش فرما دیا ہے کہ جو لوگ سچے مومن تھے انھوں نے فی الواقع سب کی آنکھوں کے سامنے تمام ان رشتوں کو کاٹ پھینکا جو اللہ کے دین کے ساتھ ان کے تعلق میں حائل ہوئے۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جو بدر واُحد کے معرکوں میں سارا عرب دیکھ چکا تھا۔ مکہ سے جو صحابہؓ کرام ہجرت کر کے آئے تھے وہ صرف خدا اور اس کے دین کی خاطر خود اپنے قبیلے اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے لڑ گئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔ حضرت ابوبکر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے لڑنے کیلئے تیار ہو گئے۔ حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث نے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا جو ان کے قریبی رشتہ دار تھے۔

حضرت عمرؓ نے اسیرانِ جنگ بدر کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے اور ہم میں سے ہر ایک اپنے رشتہ دار کو قتل کرے۔ اسی جنگ بدر میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کے سگے بھائی ابوعزیز بن عمیر کو ایک انصاری پکڑ کر باندھ رہا تھا۔ حضرت مصعب نے جواب دیا ’’اس وقت تم میرے بھائی نہیں ہو بلکہ یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں گرفتار کر رہا ہے‘‘۔

اسی جنگ بدر میں خود نبی صلی اللہ علیہ کے داماد ابوالعاص گرفتار ہو کر آئے اور ان کے ساتھ رسول ﷺ کی دامادی کی بنا پر قطعاً کوئی امتیازی سلوک نہ کیا گیا جو دوسرے قیدیوں سے کچھ بھی مختلف ہوتا۔ اس طرح عالم واقعہ میں دنیا کو یہ دکھایا جا چکا تھا کہ مخلص مسلمان کیسے ہوتے ہیں اور اللہ اور اس کے دین کے ساتھ ان کا تعلق کیسا ہوا کرتا ہے۔ دَیلمی نے حضرت معاذ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا نقل کی ہے کہ ترجمہ ’’خدایا؛ کسی فاجر (اور ایک روایت میں فاسق) کا میرے اوپر کوئی احسان نہ ہونے دے کہ میرے دل اس کیلئے کوئی محبت پیدا ہو، کیونکہ تیری نازل کردہ وحی میں یہ بات بھی میں نے پائی ہے کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والوں کو تم اللہ اور رسول کے مخالفوں سے محبت کرتے نہ پاؤ گے‘‘۔

آیت 22 سے پہلے اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کی پارٹی کا ذکر کیا ہے۔ ’’کیا تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جنھوں نے دوست بنایا ہے ایک ایسے گروہ کو جو اللہ کا مغضوب ہے؟

(بقیہ صفحہ چار پر)

معلوماتی | شجاعیہ ٹائمز — انگریزی ہفت روزہ | 28اپریل2025 ء

حج کیوں ضروری ہے؟

جولوگ اللہ رسول کو دل سے مانتے ہیں ان کیلئے یہی جواب کافی ہے کہ اللہ کا حکم ہے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔اس لئے حج کرنا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم: اورلوگوں پراللہ کا حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہووہ اس کا حج کرے اور جس نے کفر کیا تو اللہ تمام دنیاوالوں سے بے نیاز ہے۔فرمان رسول ﷺ: ”جو شخص زادِراہ اور سواری رکھتا ہو جس سے بیت اللہ تک پہنچ سکتا ہو،اور پھر حج نہ کرے تو اس کا اس حالت پر مرنا اور یہودی ونصرانی ہوکر مرنا یکساں ہے۔“(جامع ترمذی)

”جس کو نہ کسی صریح حاجت نے حج سے روکا ہو،نہ کسی ظالم سلطان نے،نہ کسی روکنے والے مرض نے،اور پھر اس نے حج نہ کیا ہو اور اسی حالت میں اسے موت آجائے تو اسے اختیار ہے خواہ یہودی بن کر مرے یا نصرانی بن کر۔“ اور اسی کی تفسیر حضرت عمرؓ نے کی جب کہا کہ ”جولوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے۔میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگادوں۔وہ مسلمان نہیں ہیں۔وہ مسلمان نہیں ہیں۔“ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اور رسول وخلیفۂ رسول کی اس تشریح سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یہ فرض ایسا فرض نہیں ہے کہ جی چاہے تو ادا کیجئے اور نہ چاہے تو ٹال دیجئے؛ بلکہ یہ ایک ایسا فرض ہے،کہ ہر اس مسلمان کو جو کعبے تک جانے آنے کا خرچ رکھتا ہو،اور ہاتھ پاؤں سے معذور نہ ہو،عمر میں ایک مرتبہ اسے لازماً ادا کرنا چاہئے۔خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں ہو،اور خواہ اس کے اوپر بال بچوں کی اور اپنے کاروبار یا ملازمت وغیرہ کی ذمہ داریاں ہوں۔جولوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج کو ٹالتے رہتے ہیں اور ہزاروں مصروفیتوں کے بہانے کرکر کے سال پر سال یونہی گزارتے چلے جاتے ہیں،ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے۔رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے۔

دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں۔کعبہ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گزر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے،اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گزرتا،وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔جھوٹ کہتے ہیں اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔اور قرآن سے جاہل ہے جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے۔ان کے دل میں اگر مسلمانوں کا درد اٹھتا ہے تو اٹھا کرے،اللہ کی اطاعت اور اس کے حکم پر ایمان کا جذبہ تو بہر حال ان کے دل میں نہیں ہے۔(خطبات: فریضہ حج) تجدید عہد: پیروی اسلام کا عہد کر لینے کے بعد ہم خدا کے ہاتھ بک جاتے ہیں،اور اسی عہد کی تجدید کیلئے ہم اس کے آستانہ پر حاضر ہوتے ہیں اور حجر اسود کو ہاتھ لگا کر اس عہد کو ازسرنو تازہ کرتے ہیں۔یہ ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام کے عہد کی ہماری طرف سے توثیق اور اللہ کی راہ میں قربان ہونے کیلئے ہماری طرف سے اقرار ہوتا ہے۔

پھر حج کا اجتماع میدان حشر میں ہمارے کھڑے ہونے کی بھی تصویر ہے۔اس پہلو سے نماز،حج اور قربانی،ان تینوں کو معاد سے نہایت قریبی نسبت ہے۔ صبر: اللہ کا بندہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ کے عہد پر قائم رہنا،اس پر پورا بھروسہ کرنا،اس کی راہ میں مصائب جھیلنا اور انجام کار کی کامیابی کا منتظر رہنا کتنی کٹھن راہ ہے اور اس میں ہر قدم پر صبر وثبات کی کتنی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہی حال قربانی کا بھی ہے۔یہ اس عظیم الشان صبر کی تعلیم پر مبنی ہے جس کا نمونہ ابراہیم خلیلؑ نے پیش کیا۔بڑھاپے تک خدا نے ان کو کوئی اولاد نہیں بخشی،لیکن جب بخشی اور ایسی اولاد بخشی جس کے حسن باطن اور حسن ظاہر نے ان کو اپنا گرویدہ بنالیا۔تو اسی اولاد کو خدا نے اپنی راہ میں قربان کرنے کا حکم دے دیا۔غور کیجئے،کتنا کٹھن امتحان تھا،

لیکن حضرت ابراہیمؑ کے پائے ثبات کو ذرا بھی لغزش نہیں ہوئی،بلکہ وہ خدا کے شکر گزار ہوئے کہ اس نے ان سے وہ چیز مانگی جو ان کو تمام دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ومحبوب تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز پر ہمارا صبر،اسی طرح کا صبر ہے جس طرح کا صبر ہم مصائب کو برداشت کرتے وقت کرتے ہیں۔نماز اور خدا کی جانی ومالی آزمائشوں کے وقت صبر میں جو تعلق ہے اس کو اس آیت ذیل بے نقاب کررہی ہے۔ ”اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد چاہو،بے شک اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے اور جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں،ان کو مردہ نہ کہو،بلکہ وہ زندہ ہیں،لیکن تم محسوس نہیں کرتے۔ہم تم کو کسی قدر خوف،قحط اور مال،اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے۔اور ثابت قدموں کو بشارت دو جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہتے ہیں: ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کے طرف لوٹنے والے ہیں۔وہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے اور وہی لوگ راہ یاب ہیں۔

بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔پس جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے،کچھ مضائقہ نہیں کہ ان کا طواف کرے اور جس نے اپنی خوشی سے نیکی کی تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔“(سورہ البقرہ:153-158) اس آیت میں مروہ کا بھی تذکرہ ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ یہی وہ جگہ جہاں حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے کی قربانی کی تھی۔غور کیجئے اس آیت میں نماز،صبر،جہاد،مصائب اور مقام قربانی کا تذکرہ ایک ساتھ ہوا ہے۔ایسا کیوں ہے؟اس وجہ سے کہ ایک جامع حقیقت نے ان سب کا رشتہ ایک ساتھ جوڑ دیا ہے۔

ان دونوں میں اس امر کا اقرار واعتراف ہے کہ ہر چیز خدا ہی کی ملکیت ہے اور تمام نعمتیں اسی کی بخشی ہوئی ہیں۔نماز میں تو یہ حقیقت بالکل ظاہر ہی ہے کہ اس کی بنیاد ہی شکر اور اقرار ربوبیت پر ہے۔غور کرنے سے یہی بات قربانی میں بھی معلوم ہوتی ہے،یہ بھی زبان حال سے گویا اسی حقیقت کا اظہار ہے۔ہم قربانی کر کے گویا اقرار کرتے ہیں کہ ہر چیز خدا ہی کی ملکیت ہے،تمام نعمتیں اسی کی بخشی ہوئی ہیں۔ہماری جانیں اور ہمارے مال سب اللہ کے خزانۂ جودوفیض ہی سے ہم کو نصیب ہوئے،اس وجہ سے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو خدا ہی کے حوالہ کریں اور اسی کی اطاعت وبندگی کی راہ میں ان کو استعمال کریں۔

یہ ہم کو اسی لئے بخشے گئے ہیں کہ ہم اس کے فضل واحسان کا شکر ادا کریں اور جہاں اس کی مرضی ہو وہاں ان کو قربان کردیں،اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے،اس وجہ سے ہم صرف اسی کی بندگی کرتے ہیں اور اسی کے حضور سجدہ کرتے ہیں اور جو کچھ اس کا بخشا ہوا ہے اسی کے دربار میں پیش کرتے ہیں۔وہی پیدا کرنے والا اور وہی بخشنے والا ہے۔ اسی نے ہماری زبانوں پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ کا اقرار جاری کیا۔یعنی ہم اور ہماری تمام ملکیت خدا ہی کیلئے ہیں۔حکومت اور احسان صرف اسی کی صفت ہے،ہمارے لئے صرف اطاعت اور شکر گزاری ہے۔جس طرح ملکیت صرف مالک کی طرف لوٹتی ہے،اسی طرح ہم کو بالآخر خدا ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ قربانی اور حج: قربانی تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے یہ بالکل واضح ہے۔قربانی کرنے والا اپنی قربانی ایسی جگہ لاتا ہے،جو اس کے خیال میں خدا کی طرف سے اس عبادت کیلئے مخصوص اور مقدس ہوتی ہے۔اسی وجہ سے قربانی کیلئے ایک مخصوص ومتعین جگہ قرار پائی۔یہود کے یہاں بیت المقدس کے سوا کسی دوسری جگہ قربانی جائز نہیں۔

لیکن مسلمانوں کیلئے جس طرح تمام روئے زمین کو مسجد ہونے کا شرف حاصل ہوا،اسی طرح قربانی بھی ان کیلئے ہر جگہ جائز ہوئی۔تاہم جس طرح مسجد کی نماز کو فضیلت حاصل ہے اسی طرح قربان گاہ پر قربانی کرنا بھی افضل ہے۔حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ متعین فرمائی تھی۔یہی جگہ ہمارے لئے بھی مخصوص ہوئی۔ چنانچہ جس طرح ہم ان کی تعمیر کی ہوئی مسجد کیلئے سفر کرتے ہیں۔اسی طرح اپنے قربانی کے جانوروں کو بھی ان کی قربان گاہ پر لے جاتے ہیں۔ان باتوں کا مقصد ہمارے دل میں اعتقاد راسخ کرنا ہے کہ ہماری حیثیت خدا کے غلاموں اور چاکروں کی ہے جو لبیک کہتے ہوئے آقا کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنی بندگی کے اقرار کیلئے اپنی قربانیاں اس کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔پس جس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر صلوٰۃ کو صلوٰۃ کہا گیا ہے،اسی حقیقت کی رعایت سے قربانی کیلئے قربانی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔استشر فواضحایاکم فانھا علی الصراط مطایاکم عازم حج کو سب سے پہلے نیت خالص کرنا ضروری ہے حج کا محرک خوشنودی رب اور فلاح آخرت کے سوا کچھ نہیں رہا ہے۔دنیا کی عزت اور نام ونمود یا تجارتی فوائد حج میں داخل نہ ہونے دیں پھر اگر بفضل خدا کچھ دنیوی فوائد حاصل ہوجائیں تو اس کا مضائقہ نہیں حدیث کے مطابق دنیوی فوائد حاصل ہوتے ہیں مگر اپنی نیت کو ان میں ملوث نہ کریں۔ انسان جیسے جیسے نیک ہوتا جاتا ہے ویسے ویسے وہ دنیا کیلئے اور دنیا اس کے لئے بہتر اور مفید ہوتی جاتی ہے۔جو تمام عیوب سے پاک اور تمام آفات حج سے بچ کر حج کرتا ہے وہ اللہ اور رسول کے ارشادات کے مطابق ایسے بے گناہ اور معصوم ہوجاتا ہے جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور معصوم اور بے گناہ ہوتا ہے۔کسی کا اس قدر اچھا ہوجانا جس طرح معصوم بچہ ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا دنیاوی فائدہ ہوسکتا ہے جس طرح بچہ سب کیلئے پیارا ہوتا ہے اسی طرح بے گناہ شخص بھی سب کیلئے پیارا اور ہر دلعزیز ہوجاتا ہے۔

اس سے انسان کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے جولوگ اس سے کٹ رہے ہوتے ہیں جڑ جاتے ہیں اور وہ شخص خود جولوگوں سے نفرت کرتا تھا وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اس کی طاقت اور عزت کئی گنا بڑھ جاتی ہے وہ جو دنیا کیلئے لائق نہیں تھا دنیا کیلئے لائق ہوجاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”خیر الناس ینفع الناس“ وہ سب سے اچھا انسان ہوتا ہے جولوگوں کیلئے سب سے زیادہ منافع بخش ہوتا ہے اگر کسی دہریہ اور ناستک کو بھی ان سارے فوائد کو گنایا جائے تو حج کے دنیوی فوائد سے ہرگز وہ انکار نہیں کرسکتا۔یہ فوائد کسی اور ذرائع اور وسیلے یا تعلیم وتربیت سے حاصل نہیں ہوسکتے۔جو حج کرنے کے بعد اپنے آپ کو دنیاوالوں کیلئے مفید یا نفع بخش نہیں بنا پاتا۔دنیاوالے اس سے پہلے کی طرح دور رہتے ہیں اس سے کٹے پھرتے ہیں تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس نے حج تو کیا مگر نہ اسے فائدہ ہوا نہ ہی دنیاوالوں کو اس کی ذات سے فائدہ پہنچ سکا۔

مخلص مسلمان (بقیہ صفحہ ۳ کا)

وہ نہ تمہارے ہیں نہ ان کے،اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے،بڑے ہی برے کرتوت ہیں جو وہ کررہے ہیں۔انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنارکھا ہے جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں،اس پر ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔اللہ سے بچانے کیلئے نہ ان کے مال کچھ کام آئیں گے نہ ان کی اولاد۔وہ دوزخ کے یار ہیں،اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے جس روز اللہ ان سب کو اٹھائے گا،وہ اس کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور اپنے نزدیک یہ سمجھیں گے کہ اس سے ان کا کچھ کام بن جائے گا۔خوب جان لو،وہ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔شیطان ان پر مسلط ہوچکا ہے اور اس نے خدا کی یاد ان کے دل سے بھلادی ہے۔وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں۔خبردار ہو،شیطان کی پارٹی والے ہی خسارے میں رہنے والے ہیں“۔ ہر مسلمان مرد واور عورت کو اپنا جائزہ ہر وقت اور ہر گھڑی لینا چاہئے کہ وہ اللہ کی پارٹی میں ہے یا شیطان کی پارٹی میں ہے۔سورہ مجادلہ کی آیتوں کی روشنی میں یہ جاننا بالکل آسان ہے کہ کون کس کی پارٹی کا فرد یا کیڈر ہے؟

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com